الفتوحات الصمدية

الملقب

بالفيوضات الشمسية

عوام کا یہ کہنا کہ شربت نیلوفر وغیرہ سے مجھے شفا ہوئی اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ شربت مجھے شفا بخشی ہے نہ یہ کہ شربت مستقل طور پر شافی ہے۔ علی ہذا القیاس طاعونی مقام سے نکلنا مومن کے خیال میں حقیقی طور پر بچانے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ مجازاً کہا جا سکتا ہے۔ کہ نکلنے سے بچ گیا ہوں۔ یعنی نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تبدیل ہوا کو میرے لئے سبب نجات بنا دیا ہے۔ مشیت ایزدی اسی طرح پر ہوئی۔ بخلاف دہری اور منکر الوہیت کے کہ وہ چونکہ اسباب کو مؤثر مستقل طور پر سمجھتا ہے تو اسکے فاسد خیال میں مشیت ایزدی کو (معاذ اللہ) گذر ہی نہیں۔ لہٰذا وہ قطعی طور پر نسبت اثر الی السبب کر سکتا ہے یعنی کہہ سکتا ہے کہ نکلنے کی صورت میں ضرور بچ جاؤں گا۔ بخلاف مومن کے کہ وہ نکلنے پر بھی بچنے کو معلق مشیت ایزدی سمجھتے ہیں یہ ہے معنے قول ذیل شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا۔ اسمیٹ لفظ (البتہ) قابل غور ہے

واگر اعتقاد کند کہ اگر نگریزد البتہ میرد۔ واگر بگریزد البتہ بسلامت میماند کافر گردد نعوذ باللہ من ذلک اور تحریر ہذا میں لفظ موجب، ہمارے خیال میں باہر نکلنے والے مسلمانوں سے کوئی ایسا نہیں جو دہری عقیدہ کے مطابق اعتقاد کرے۔ بلکہ عوام لوگ ہر کام میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں۔ ف حسب بیان امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ازالہ ضرر کے اسباب تین قسم پر ہیں (۱) مقطوع النفع۔ جیسے بھوک پیاس کے لئے کھانا کھانا پانی پینا۔ اور سانپ بچھو شیر آگ سے بھاگنا (۲) موہوم النفع۔ چنانچہ داغنا اور منتر پڑھنا (۳) مظنون النفع۔ چنانچہ فصد۔ حجامت مسہلات کا استعمال ایسا ہی مجربات کا برتنا پہلی صورت میں ترک اسباب نہ صبر ہے نہ توکل بلکہ شرعاً ممنوع ہے۔ دوسری صورت میں ترک افضل واولیٰ ہے۔ اور استعمال خلاف توکل۔ قال الغزالیؒ فی احیاء العلوم واما الموھوم فشرط التوکل ترکہ اذ بہ وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتوکلین۔ انتہیٰ تیسری صورت میں نہ ترک ضروری ہے اور نہ استعمال خلاف توکل۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واما الدرجۃ المتوسطۃ وھی المظنونۃ کالمداواۃ بالاسباب الظاھرۃ عند الاطباء فقد

لیس منافضاً للتوکل بخلاف الموھوم وترکہ لیس محظوراً بخلاف المقطوع بل قد یکون افضل من فعلہ فی بعض الاحوال وفی بعض الاشخاص فھی علی درجۃ بین الدرجتین ویدل علی ان التداوی غیر منافض للتوکل بفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وقولہ والمراد الخ

طاعونی مقام سے باہر نکل کر دوا کرنا اور ہوا پاکیزہ سے منتفع ہونا بقول اطبا وشہادت تجربہ[1] مظنون النفع ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور عمر فاروق رضؓ کے ارشاد سے پاکیزہ ہوا کا مفید ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ واقعہ اہل عرینہ اور قصہ طاعون عمواس اسپر شاہد ہے۔ بناءً علی المذکور طاعونی مقام میں بیٹھ کر یا باہر نکلکر دوا کرنا جائز ہوگا۔ ہاں باہر چلا جانے کو بدیں وجہ کہ اس سے حقوق احیاء واموات بیمار پرسی وخبر گیری وتجہیز وغیرہ فوت ہونگے ناجائز کہہ سکتے ہیں اور امام غزالی نے باہر نکلنے کی منہی عنہ ہونے کی علت بھی بیان فرمائی ہے حیث قال رضؓ العلۃ فی النہی عن مفارقۃ البلد بعد ظہور الطاعون انہ لو فتح ھذا الباب لاد خل علیہ الاصحاء وبقی فیہ المرضی مھملین لامتعھد لھم فیھلکون ھزلاً وضرّاً۔

ناظرین انصاف پسند ملاحظہ تحریر ہذا سے سمجھ سکتے ہیں کہ خروج للعلاج بقول امام طحاوی رحمہ اللہ جو حنفیہ کے مسلّم محدث اور سرگروہ ہیں جائز ہے اور اسپر حدیث مرفوع واثر صحابہ بھی پیش کرتے ہیں۔ اور فقہا نے بھی طاعون کے باب میں امام طحاوی کے قول پر فتوے دیا ہے فتاویٰ عالمگیر ہندیہ ودر مختار ملاحظہ ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ درصورت مندرجہ استفتا شہروں سے باہر نکل کر بیٹھنے والوں کو معہ مراعاۃ حقوق احیاء واموات علماء کا کافر قرار دینا اور انکو بغیر از جنازہ دفن کرانا اسی بنا پر ہوا کہ انہوں نے فرق فرار اور علاج میں نہیں سمجھا۔ بلکہ الٹا بصورت معلومہ قائل بالجواز کو مخالف قرآن وحدیث وفقہاء واولیاء ٹھہرایا۔ حالانکہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ الی آخر الآیۃ اور تفاسیر اور احادیث نہی میں خروج للعلاج کا ذکر ہی نہیں۔ کما لا یخفی علی المنصف المتدبر۔ خلیفہ ثانی عمر فاروق رضؓ پر تہمت قول بجواز فرار بھی

---

[1] تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بستی میں بعض اشخاص اور چوہوں کے مرنے کے بعد جو لوگ بستی سے نکلے میں نکلنا ان کا کم مفید پڑا ہے۔ کیونکہ زہریلی ہوا کی سرایت کرنے کے بعد اس کی اصلاح مشکل ہے۔ البتہ جو لوگ نکلنے میں سبقت کرتے رہے اور چوہا مرنے کے متصل ہی نکل گئے یا اس سے بھی پہلے وہ لوگ غالباً بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہے ہیں۔ ۱۲

گو ناسمجھی کی وجہ سے باندھی گئی تھی۔ مگر ہمارے موجودہ زمانہ کے بعض اہل علم نے مزید براں مفتی او
مستفتی دونوں کو کافر قرار دیا۔ عفی اللہ عنہم۔ بزعم اُن کے چھ ہزار صحابی معہ عمر فاروق رض اور امام ہما
ابوجعفر طحاوی و حافظ ابن حجر و قسطلانی و دیگر فقہا (معاذ اللہ) یہ سب لوگ قرآن اور حدیث
کے محرّف و کافر ٹھہرے۔ اور قرآن و حدیث میں معاذ اللہ تناقض ہوا۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ
نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا۔

ہماری تحریر ہذا کا حاصل طاعونی مقام سے خروج علاجاً جائز بشرطیکہ حقوق احیاء و اموات
فوت نہ ہوں۔ نہ یہ کہ واجب ہے اور ضروری نکلے بلکہ عدم خروج میں تقویٰ و احتیاط ہے۔ چنانچہ
سال گذشتہ والی طاعون میں اسی پر رہا عمل ہمارا۔ اور سکون موجب اجر شہادت مگر بشرط صابر
محتسب ہونے کے نہ یہ کہ دفینہ کو نہیں چھوڑ سکتا یا سوائے طلب شہادت کے کوئی اور امر مدنظر ہو و
شہید نہ ہوگا۔ شہادت کے لئے پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے (۱) طاعونی مقام (۲) عدم
خروج و فرار (۳) صبر (۴) احتساب (۵) توکل علی اللہ۔

صورت مندرجہ استفتاء میں پہلے امر کا تحقق بدیں وجہ ہو سکتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فنائے
میں اداء عید و جمعہ جائز ہے حالانکہ لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع صحیح و مسلّم
ہے عند الحنفیہ۔ امام شعرانی رحمہ اللہ وجہ قول حنفیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔
وجہ قول ابی حنیفہ۔ ان ما قارب الشئ اعطی حکمہ اھ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم
پہلی شرط کا انتفاء بھی اگر مانا جائے تو اصل مطلب یعنی صورت مسطورہ میں خروج
جائز کہنے کو مضر نہیں۔

هذا ما فی علمی القاصر الان — والعلم عند اللہ وعلیہ التکلان
والحمد للہ اولاً وآخراً — والصلوٰۃ والسلام علی سیّد ولد عدنان
ما تعاقب الملوان — وآلہ وصحبہ طرا ما دارت النیران

العبد

الملتجی الی اللہ الصمد عبدہ علیشاہ عفی عنہ بقلم خود از گولڑہ

Marfat.com

الفتوحات الصمدية

الملقب

بالفيوض الشمسية

Marfat.com